© rasailojaraid.com

جناب قاضی محمد اسلم صاحب سیف فیروزپوری

میلاد النبی کا پیغام

ربیع الاول کی ۹ تاریخ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ نبی پاکؐ تاریخ کے اس دور میں پیدا ہوئے جب کہ ظلم وجور، جبروتشدد، قتل و غارت، غضب ونہب، خونریزی، خون آشامی، درندگی، وحشت وبربریت، زنا، جوا، شراب، لوٹ مار، رہزنی، ڈکیتی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ بدبختی اور شقاوت قلبی کی انتہا یہ ہے کہ اپنی بچیوں کو زندہ گور کرنا باعثِ فخر سمجھا جاتا تھا۔ خدا کے بندے خدا تعالےٰ کے خلاف بغاوت کر چکے تھے۔ شرک بت پرستی کا یہ عالم تھا کہ بیت اللہ جو دنیا میں سب سے پہلا خدا کا گھر تھا اس میں تین سو ساٹھ بت پوجا پاٹ کے لئے رکھے ہوئے تھے بلکہ بتوں کی کئی اقسام تھیں۔ سفر، حضر، تجارت، کاروبار، معاملات، اولاد، صلح وجنگ، بچے اور بچیاں لینے کیلئے ان کی الگ الگ قسمیں تھیں۔ عرب بت پرستی میں اتنے جدت، ندرت اور تنوع پسند تھے کہ وہ باسی خدا کے قائل نہ تھے۔ ہر روز کی مشکل کشائی کے لئے ان کے الگ الگ خدا تھے۔ جہالت عام تھی۔ عربوں کی نخوت اور تکبر و غرور کا یہ عالم تھا کہ وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں گردانتے تھے۔ العیاذ باللہ وہ نشہ طاقت میں اس قدر مخمور تھے یا وہ اس زعم میں مبتلا تھے کہ ہم آٹھ آٹھ فرشتوں کو بیک وقت اپنی بغل میں لے کر کچومر نکال دیں گے۔ العیاذ باللہ۔ ان کی لڑائی شروع ہو جاتی تو صدیوں جاری رہتی۔ جانوروں کو پانی پلانے یا گھوڑا آگے بڑھانے پر جھگڑا ہو جاتا تو وہ نسلاً بعد نسل جاری رہتا۔ بنو تغلب اور بنو بکر کی لڑائی صرف فاختہ کے انڈا ٹوٹنے پر ہوئی جو پچاس برس تک جاری رہا۔ بے شمار نوجوان دونوں طرف سے کٹ گئے۔

عورت کو عرب کی سوسائٹی میں انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ غلاموں کو ڈھور اور ڈنگر سمجھا جاتا تھا۔ سودی کاروبار اور جوا بازی نقطہ عروج پر تھی۔

عربوں کے یہاں شاعر کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ شاعر کا ایک شعر دو قبیلوں کو مشتعل کر کے مسلح تصادم کا ذریعہ بن جاتا جس سے کشتوں کے پشتے لگ جاتے۔ خون کی ندیاں بہہ جاتیں۔ دوسرا شاعر اٹھتا تو اس کا ایک شعر تلوار دل کو میانوں میں کر دیتا اور لڑائی کو بھڑکتی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا۔ غرض عرب شرافت نجابت انسانیت، شائستگی اور تہذیب و تمدن سے بالکل عاری تھے۔

مذہبی طور پر صورتِ حال یہ تھی کہ یہود نسلِ انبیاء اور اہلِ کتاب ہونے کے باوجود حضرت عزیر علیہ السلام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو ابن اللہ کہتے تھے۔ قریبی آسمانی مذہب مسیحیت تھا۔ مسیحی تثلیث کے قائل تھے۔ دنیا کی مہذب اور متمدن قوم اہلِ ایران یزدان اور اہرمن کی مشکل کشائی کے قائل تھے۔

چینی خاقان چین کو اپنا خدا سمجھے ہوئے تھے۔ مصری اپنے سربراہ ملک کو خدا کا اوتار خیال کرتے تھے۔

ہندوستان میں اس زمانے میں کروڑوں خداؤں کی پوجا ہوتی تھی۔ ایسے تیرہ و تار ماحول اور ظلمت کدہ دہر میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھولیں رحمتِ حق نے جوش مارا اور نو ربیع الاوّل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا دن ہے۔ یہی وہ دن ہے جس کی آمد سے کفر و شرک کا اندھیرا دنیا سے مٹ گیا۔ لوگوں کو ایک خدا کی معرفت حاصل ہوئی۔ ظلم اور جور کا خاتمہ ہوگیا۔ غلام اور آقا کی تمیز ختم ہوگئی۔ رنگ خون اور نسل کے امتیازات اٹھ گئے۔ عورت کو مرد کے برابر درجہ ملا دختر کشی کا سدِ باب ہوگیا۔ وہ جو بکریوں کو پہلے پانی پلانے اور گھوڑا آگے بڑھانے پر ایک دوسرے کے جانی دشمن بن جاتے تھے بھائی بھائی بن گئے۔ ان کی صدیوں پرانی دشمنیاں ختم ہوگئیں۔ جہالت کے بادل چھٹ گئے اور روشنی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ نو ربیع الاوّل کا دن ایسا دن ہے جسے مسلمان کبھی بھول نہیں سکتے یہ انسانیت کی آزادی اور نجات کا دن ہے۔ یہ یومِ رحمت ہے۔ یہ دینِ اسلام کی تکمیل کا پیغام لانے والے کا یومِ ولادت ہے اور دینِ حق کی بنیاد رکھے جانے کا دن ہے۔ لیکن ہم جس بھونڈے انداز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دن مناتے ہیں وہ انتہائی غیر شائستہ نامناسب اور غیر موزوں ہے۔ گدھا گاڑیوں، سنڈا گاڑیوں گھوڑا گاڑیوں، اونٹ گاڑیوں، ٹرالیوں، ٹرکوں میں بیٹھ کر جو بھنگڑا ڈالا جاتا اور فلمی دھنوں میں جو نعتیں گائی جاتی ہیں ظہر اور عصر کی نماز کا جو جھٹکا کیا جاتا ہے وہ ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاکؐ کے بالکل منافی بلکہ خلاف ہے۔ جھنڈیوں سے جس طرح بازار سجائے جاتے ہیں اور محرابوں سے جو نمود و نمائش کی جاتی ہے رات کو شہروں اور محلوں کو بجلی کے قمقموں اور چراغاں سے جو بقعۂ نور بنایا جاتا۔ اس کا دین، حضورِ پاکؐ کی سیرت اور سنت سے کیا تعلق؟ ہمارے ان تمام سوانگ اور کھیکھن کا وجود شریعتِ اسلامی اور سنتِ رسول کے قطعی خلاف ہے۔ جشنِ میلاد النبیؐ کے نام سے جو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ اسراف و تبذیر کی نذر کیا جاتا ہے۔ اس سے اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مختلف زبانوں میں کتابیں شائع کر کے دنیا میں تقسیم کر سکیں تو کتنے خوشگوار نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ ہماری حکومت کو بھی عید میلاد النبی کی سرپرستی کر کے بزعمِ خود مذہبی ہونے کا ایک سستا اور آسان نسخہ دستیاب ہوگیا ہے۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ اس موقع پر ہم تجدیدِ عہد کریں اور اپنے سیرت و اعمال میں دور رس تبدیلیاں پیدا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے سانچے میں مکمل طور پر ڈھل جائیں اور پوری دنیا کو اسلامی انقلاب کی دعوت دیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہی۔ اس طرح دراصل معلم کی عزت نفس محفوظ رہتی ہے اور معاشرے میں اس کو ایک موزوں مقام ملتا ہے، جس کا وہ جائز طور پر مستحق بھی ہے۔

نصابِ تعلیم کے بارے میں ہماری معلومات بہت محدود ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف جگہوں پر مختلف مضامین کا نصاب رائج تھا۔ گویا دورِ اوّل ہی میں یہ بات تسلیم کر لی گئی تھی کہ نصاب تعلیم مختلف معاشروں کے درمیان مختلف ہونا چاہیے۔ سب کو ایک ہی طرح پڑھانا، ایک ہی مضمون سکھانا اور طلبا کے مزاج اور ان کے ماحول اور ضرورتوں کا لحاظ نہ رکھنا کوئی اچھی بات نہیں۔ چنانچہ مختلف جگہوں پر مختلف مضامین کی تربیت دی جاتی۔ اس نصابِ تعلیم کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ یہ چند کتب پر مشتمل نہ تھا بلکہ اس کا سارا دارومدار معلمین پر تھا۔ جب ایک استاد جو کچھ وہ جانتا ہے اپنے طلبا کو بتلا دے تو اس کا نصاب پورا ہو گیا۔ اس نظامِ تعلیم سے طلبا اور اساتذہ میں تحقیق جستجو کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور وہ ہر وقت مزید علم کے حصول کے لیے کوشاں رہتے ہیں، لیکن جو مضمون سب جگہ مشترک تھا وہ ہے قرآن و سنت کی تعلیم، اس لیے کہ اسلامی معاشرے کی بنیاد ہی ان علوم پر ہے۔ اس مضمون کے علاوہ رسول اکرمؐ نے جن مختلف علوم کے حصول کا حکم دیا، ان میں نشانہ بازی، پیراکی، تقسیم ترکہ، مبادی طب، علم ہیئت، علم الانساب اور علمِ تجوید خاص طور پر شامل ہیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نصاب تعلیم کا تعین عمر کے مطابق ہوتا تھا، چنانچہ بچوں کے لیے الگ نصابِ تعلیم تھا۔ اس سلسلے میں احادیث میں بتایا گیا ہے کہ بچوں کو کن چیزوں کی تعلیم دی جانی چاہیے۔ ان میں خاص طور پر نشانہ بازی اور پیراکی قابلِ ذکر ہیں۔ اسی طرح نماز پڑھنے کا طریقہ بھی بچوں کے نصاب میں شامل تھا۔

تعلیمِ نسواں کے سلسلے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ انتظام کیا۔ چنانچہ آپؐ نے خود ہفتے میں ایک دن مقرر کر لیا تھا جب آپ عورتوں کے اجتماع میں تشریف لے جاتے، ان کو تعلیم دیتے اور ان کے سوالات کا جواب دیتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے چرخہ کاتنے کی ترغیب بھی دی۔ ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون سے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ آپؐ کی بیوی کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔ آپ کی ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کئی علوم میں عبور تھا، جن میں ادب، شاعری اور طب شامل ہیں۔ قرآن مجید میں رسول پاک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی بیویوں کا ایک فرض یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ دوسری عورتوں کو تعلیم دیں۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جو کسی لونڈی کا مالک ہو اسے چاہیے کہ وہ اسے اچھی تعلیم اور اچھی تربیت دینے کے بعد آزاد کر دے۔

جب اسلامی ریاست کی حدود وسیع ہوئیں اور مدینہ سے باہر کے لوگوں نے بھی دعوتِ حق پر لبیک کہنا شروع کیا تو ان کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک وسیع نظامِ تعلیم کی بنیاد رکھی گئی جو ریاست کی تمام ضرورتوں کو پورا کرے، چنانچہ گورنروں کے فرائضِ منصبی میں یہ بھی صراحت ہوتی تھی کہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کے لیے قرآن و حدیث کی تعلیم کا بندوبست کریں۔ صوبے کی درس گاہوں کا معیار بلند کرنے کے لیے رسول اکرمؐ نے ناظرِ تعلیمات (EDUCATIONAL INSPECTORS) مقرر کیے۔ چنانچہ یمن میں ایک صدر ناظمِ تعلیمات مقرر کیا جس کا کام یہ تھا کہ وہ اپنے ماتحت علاقے کا دورہ کرتا رہے اور وہاں کے تعلیمی نظام کی

مدینہ منوّرہ

آنکھوں میں لیے حسرتِ دیدارِ مدینہ ۔۔۔ ہو جائے نہ رخصت کوئی بیمارِ مدینہ
نکلے کی یونہی حسرتِ دیدارِ مدینہ ۔۔۔ ہر آنکھ ہو اک روزنِ دیوارِ مدینہ
خدام کی صف میں ہیں سلاطینِ زمانہ ۔۔۔ اللہ رے یہ عظمتِ دربارِ مدینہ
جب جھوم کے اٹھیں سرِ کہسار گھٹائیں ۔۔۔ صد جام بکف ہو گئے مے خوارِ مدینہ
بھر اٹھتا ہے دل درد سا اٹھتا ہے جگر میں ۔۔۔ میں سنتا ہوں جس وقت بھی اخبارِ مدینہ
سینے سے لگا لوں اسے آنکھوں میں چھپا لوں ۔۔۔ جس کے لبِ شیریں پہ ہو گفتارِ مدینہ
پھر وجد میں آ جاؤں میں جھوم اٹھے مرا دل ۔۔۔ لا بادِ صبا لا، کبھی اخبارِ مدینہ
ہے قربتِ محبوب پسِ مرگ بھی حاصل ۔۔۔ اللہ رے خوش بختیِ انصارِ مدینہ
دیتے ہیں دوائیں سبھی بیمار سمجھ کر ۔۔۔ یہ کس کو خبر مجھ کو ہے آزارِ مدینہ
ہے اس کا مداوا ہی مدینے کی زیارت ۔۔۔ آزارِ مدینہ ہے یہ آزارِ مدینہ
پھر جاگ اٹھے یہ مری سوئی ہوئی تقدیر ۔۔۔ پھر خواب میں آ جائے وہ دلدارِ مدینہ
ہم بھی ہوں کبھی نیر کی طرح بادیہ پیما ۔۔۔ اے راہ رو راکبِ رہوارِ مدینہ

اس عاجز بیکس کو بھی ساتھ اپنے تو لے چل

[illegible]

عبدالرحمٰن عاجز مالیرکوٹلوی

© rasailojaraid.com